ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.2 2022

شیخ سعدی اور ڈبلیو۔ ایچ آڈن کی شاعری میں فلسفۂ مرگ : تقابلی مطالعہ

Philosophy of Mortality in Sheikh Saadi's and W.H Auden's Poetry: A Comparative Study

Dr. Amber Yasmin[1]

Maryam Javed[2]

Abstract

The inevitable fact of this world that no one can deny is "Death". No matter what religion a person belongs to, every living soul has to taste death. Western and Eastern Poets have their own views on this bitter reality. In Persian and English literature, we find many poets who have shed light on the philosophy of mortality in their thoughts. Saadi and W.H Auden are also among the poets who presented philosophy of death from their own perspectives. This research is aimed at comparing the differences between the thoughts and ideas of these two poets regarding the philosophy of death and drawing the similarities in their ideologies. This research will be significant in exploring the various similarities and commonalities found in other poets of East and the West.

Key Words: Saadi, Auden, Philosophy of death, bitter reality, mortal world, eternal life.

تلخیص:

موت ایک ایسی اٹل حقیقت ہے جسے کوئی جھٹلا نہیں سکتا. انسان کا تعلق خواہ کسی بھی مذہب سے کیوں نہ ہو، ہر ذی روح کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ اس تلخ حقیقت کے بارے میں مغرب اور مشرق کے شعراء اپنا اپنا نقطہ نظر رکھتے ہیں۔ فارسی اور انگریزی ادب میں ہمیں بہت سے ایسے شعراء ملتے ہیں جنھوں نے اپنے افکار میں فلسفۂ مرگ پر روشنی ڈالی ہے. سعدی اور آڈن بھی انہی شعراء میں سے ہیں جنہوں نے فارسی اور انگریزی ادب فلسفۂ مرگ کو اپنے اپنے زاویے سے پیش کیا. زیر نظر تحقیق کا مقصد دونوں شعراء کے افکار اور نظریات میں موجود فلسفۂ مرگ کے اختلاف کا تقابلی جائزہ اور ان کے کلام سے واضح مطالب اخذ کرنا ہے۔ یہ تحقیق یقیناً مشرق اور مغرب کے دیگر شعراء میں پائی جانی والی مماثلتوں کی کھوج میں مفید ثابت ہو گی۔

کلیدی الفاظ: سعدی، آڈن، فلسفۂ مرگ، تلخ حقیقت، جھان فانی، ابدی زندگی

مقدمہ :

رب ذوالجلال کی عطا کردہ نعمتوں میں سب سے حسین اور خوبصورت نعمت حیات ہے جو اپنے اندر بے شمار رنگینیاں سمیٹے ہوئے ہے۔ یہ قدرت کا وہ دلفریب تحفہ ہے جس کی رنگینیوں میں کھو کر ہم آخرت بھلا دیتے ہیں لیکن آخر کار موت کا ظالم پنجہ ہنستی بستی زندگی کے چرخ کو روک دیتا ہے اور ہمیں فکرِ آخرت پر مجبور کر دیتا ہے۔ موت کب، کہاں، کیسے اور کس حال میں آئے گی یہ سب وہ سوالات ہیں جو انسان سے پوشیدہ رکھے گئے ہیں۔ اور ان کا علم صرف اور صرف خدا کی ذات کو ہے۔ لیکن انسان ہمیشہ ان سوالات کی کھوج میں ضرور رہا ہے۔ ہر روز ہونے والی اموات انسان کو زندگی کی ناپائیداری اور آخرت سے غفلت کی آگاہی کا عندیہ دیتی ہیں لیکن غافل انسان اس چار روزہ زندگی کو ابدی زندگی سمجھ بیٹھا ہے۔ انسانی تخلیق کے آغاز سے ہی آدم فلسفہ مرگ کی بحث اور اسے سمجھنے کی فکر میں رہا ہے اور فلسفہ مرگ کو ہر زبان کے شعراء نے بڑے منفرد انداز میں بیان کیا ہے لیکن زیر نظر تحقیق میں سعدی اور آڈن کے تصور مرگ کو زیر بحث لایا گیا ہے۔

سوالات تحقیق:

۱ – سعدی اور آڈن کے فن شاعری میں پائی جانی والی مماثلتیں کیا ہیں؟

۲۔ سعدی اور آڈن کے فلسفۂ مرگ میں موجود مشترکات اور اختلافات کیا ہیں؟

روش تحقیق:

زیرِ نظر تحقیق تقابلی مطالعہ ہے۔ سعدی اور آڈن کے شعری فکر و فن کی روشنی میں سوالات کے جوابات معلوم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

مرگ کی لغوی حیثیت:

---

[1] Assistant Professor, Department of Persian, National University of Modern Languages, Islamabad.

[2] Lecturer, Department of English (UGS) National University of Modern Languages, Islamabad.

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

مرگ فارسی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی فرہنگ سخن انوری کے مطابق: " مردن، درگذشت، موت، فوت، نابودی اور حیاتیاتی سرگرمیوں کا مکمل اور مستقل خاتمہ کے ہیں" (۱) ۔ فرہنگ آصفیہ کے مطابق اردو زبان میں مرگ کو "موت، کال، قضا، اجل، مِرتو جیسے الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے"۔(۲) جبکہ انتقال اور وفات اس کے مترادفات میں شامل ہیں۔ دوسرے لفظوں میں جسم سے روح نکل جانے کی کیفیت کو موت کا واقع ہو جانا کہا جاتا ہے۔ انگریزی زبان میں اسے Death یا Mortality کہا جاتا ہے جو کہ اس فلسفے کو جنم دیتا ہے کہ ہر چیز فانی ہے اور ہر چیز کو زوال ہے۔

حقیقت مرگ: مذہبی حیثیت

مرگ یا موت وہ تلخ حقیقت ہے جس سے کسی کو انکار نہیں۔ موت برحق ہے۔ انسان کا تعلق خواہ کسی بھی مذہب، فرقے یا ملک سے کیوں نہ ہو اسے ایک نہ ایک روز اس حقیقت سے ہمکنار ہونا ہے۔ بحثیت مسلمان ہمارا یہ ایمان ہے کہ ہر ذی روح کو ایک روز اس جھان فانی سے جانا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالی متعدد بار آدم کو اس حقیقت سے آگاہ کرتے ہیں: "كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ ٱلْمَوْتِ ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ۔ ہر شخص کو موت کا مزہ چکھنا ہے پھر تم سب کو ہمارے پاس آنا ہے"۔(۳) اور پھر سورہ آل عمران میں اللہ تعالی فرماتا ہے: "كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ ٱلْمَوْتِ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ فَمَن زُحْزِحَ عَنِ ٱلنَّارِ وَأُدْخِلَ ٱلْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا ٱلْحَيَوٰةُ ٱلدُّنْيَآ إِلَّا مَتَٰعُ ٱلْغُرُورِ۔ ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور تم کو پوری پاداش قیامت ہی کے روز ملے گی تو جو شخص دوزخ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا سو پورا کامیاب وہ ہوا۔ اور دنیاوی زندگی تو کچھ بھی نہیں مگر صرف دھوکے کا سودا ہے"۔(۴) اور سورۂ جمعہ میں ارشاد ربانی ہے: " قُلْ إِنَّ ٱلْمَوْتَ ٱلَّذِى تَفِرُّونَ مِنْهُ فَإِنَّهُۥ مُلَٰقِيكُمْ ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَىٰ عَٰلِمِ ٱلْغَيْبِ وَٱلشَّهَٰدَةِ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ: آپ (ان سے یہ بھی) کہدیجئے کہ جس موت سے تم بھاگتے ہو وہ (موت ایک روز) تم کو آپکڑے گی. پھر تم پوشیدہ اور ظاہر جاننے والے (خدا) کے پاس لیجائے جاؤ گے پھر وہ تم کو تمہارے سب کیے ہوئے کام بتلادے گا (اور سزا دے گا)"(۵) یعنی وقت آنے پر موت تمہیں ضرور اچک لے گی۔ اس لئے ہمیں موت کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے۔ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "تم لذتوں کو مٹانے والی چیز اور لذتوں کو کاٹ ڈالنے والی چیز (موت) کو بہت زیادہ یاد کیا کرو۔"(٦) تو قرآن وسنت کی روشنی میں یہ واضح ہوا کہ انسان کو دنیاوی لذتوں سے محروم کر دینے کا نام موت ہے۔

مرگ شعراء کی نظر میں:

مرگ یا موت وہ زندہ حقیقت ہے جسے مشرق اور مغرب کے علماء، مفسرین، ناقدین، ادباء اور شعراء نے موضوع بحث بنایا ہے۔ ہر قوم وملت اور مذہب وفرقے کے افراد نا صرف اس مسلم حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں بلکہ اس تلخ حقیقت پر اپنے خیالات کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ خاص طور پر ادب میں شعراء اس تلخ حقیقت کو اپنے اپنے نکتہ نظر سے شعری انداز میں انتہائی خوبصورت انداز میں بیان کرتے ہیں۔ مذہبی اختلاف کی بنا پر مشرق کے شعراء کی نظر میں موت زندگی کا اختتام نہیں بلکہ آغاز ہے جبکہ مغرب کے شعراء کی نظر میں موت زندگی کا اختتام ہے جو زندگی کی حرکت کو روک دیتا ہے۔

فارسی ادب کے شعراء مثلاً رودکی، فردوسی، جلال الدین رومی اور اقبال اور دیگر کی نظر میں بلاشبہ موت وقتی زندگی کا اختتام ہے لیکن یہ ایک نئی زندگی کی شروعات ہے۔ رودکی کہتے ہیں:

"مهتران جهان همه مردند مرگ را سر همه فرو کردند
زیر خاک اندرون شدند آنان که همه کوشکها برآوردند
از هزاران هزار نعمت و ناز نه به آخر به جز کفن بردند؟
بود از نعمت آن چه پوشیدند و آن چه دادند و آن چه را خوردند"(۷)

دنیا کے سب شرفاء مر گئے، سب پر موت ڈال دی گئی۔ سب خاک ہو گئے، سب خالی جگہیں بھر گئی (قبرستان بھر گئے) دنیا کی ہزاروں نعمتوں میں سے وہ اپنے ہمراہ سوائے کفن کے کچھ نہ لے گئے۔ اور جو کچھ انہوں نے دنیا میں پہنا، دیا اور کھایا یہ انہی نعمتوں میں سے تھا۔

شاهنامہ فردوسی کے خالق معروف حماسہ سرا فردوسی طوسی کہتے ہیں:

"چنین است رسم سرای سپنج بخواهد که مانی بدو در برنج"(۸)

اس عارضی دنیا کی رسم یہی ہے کہ تم اس میں رنج اور دکھ کے ساتھ رہو۔

فارسی ادب کے معروف صوفی شاعر مولانا جلال الدین رومی کے مطابق:

"ظاهرش مرگ و به باطن زندگی ظاهرش ابتر نهان پایندگی"(۹)

اور موت میں ہی در حقیقت زندگی ہے۔ اس (زندگی) کا ظہور نا مکمل لیکن اُسے (موت) دوام حاصل ہے۔

بقول اقبال

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.2 2022

"موت کو سمجھے ہیں غافل اختتام زندگی، ہے یہ شام زندگی صبح دوام زندگی!"(۱۰)

ایملی ڈکنسن(1830-1886)معروف امریکی شاعرہ تھیں۔وہ تقریبا1800 نظمیں لکھنے کے لیے مشہور ہیں۔تاہم ان کی زندگی کے دوران صرف ایک در جن سے کم ہی شائع ہو سکیں۔اس نے اپنی کئی نظموں میں موت جیسی تلخ حقیقت پر لکھا،ان کے مطابق:

"Ache is human - not polite-
The Film upon the eye-
Mortality's old Custom
Just locking up - to Die." (11)

انگریزی ادب کے ایک اور معروف اور عظیم رومانوی شاعر جان کیٹس کی شاعری میں بھی ہمیں مرگ کے موضوع پر کچھ یوں اشعار ملتے ہیں:

"Can death be sleep, when life is but a dream
And scenes of bliss pass as a phantom by?
The transient pleasures as a vision seem,
And yet we think the greatest pain's to die."(12)

اناللیتیا بار بولد (Anna Laetitia Barbauld1943-1825)کے مطابق موت ایسے وقت میں انسان کو آگھیرتی ہے جب وہ زندگی کی رنگینیوں میں مست ہوتا ہے۔اس بات کو وہ انتہائی خوبصورتی سے اسطرح بیان کرتی ہیں:

"When life as opening buds is sweet,
And golden hopes the fancy greet,
And youth prepares his joys to meet,
Alas! How hard it is to die!"(13)

سعدی اور آڈن کا فلسفۂ مرگ :

شیخ سعدی شیرازی بارھویں صدی کے معروف ایرانی شاعر تھے۔وہ ایران کے شہر شیراز میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی لیکن بچپن میں ہی والد کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔اس کے بعد شہاب الدین سہروردی آپ کے استاد رہے۔بہتر تعلیم کے حصول کے لئے وہ بغداد بھی گئے اور مدرسہ نظامیہ میں بھی زیر تعلیم رہے،جہاں تاریخ،قانون،عربی ادب،حکمت و فلسفہ،اسلامی الٰہیات اور اسلامی علوم کی تعلیم حاصل کی۔سعدی شیرازی نے جامع نظامیہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد متعدد ملکوں کی سیاحت کی۔وہ شام،مصر،عراق،کاشغر،بامیان،دمشق اور ہند بھی گئے۔سعدی نے کافی ممالک کی سیاحت کے بعد اپنی زندگی کے تجربات کو کتابی شکل میں تحریر کیا۔سعدی کی شاعری میں ناپائیداری جہان،عمر کوتاہ،درویشی،فقیری،صبر و توکل،تسلیم ورضا،قناعت،فروتنی،عاجزی و بیچارگی جیسے موضوعات شامل ہیں۔گلستان اور بوستان سعدی کے علم و حکمت،پند و نصائح،اخلاقیات پر مبنی آثار ہیں۔سعدی کو اپنی ان خوبصورت تحریروں اور پند و نصائح کی بنیاد پر معلم اخلاق اور استاد سخن بھی کہا جاتا ہے ۔فارسی ادب کے جن شعراء نے موت کو اپنی شاعری میں موضوع بحث بنایا ان میں سعدی شیرازی کا بہت بڑا نام ہے۔سعدی نے فلسفۂ مرگ کو اپنی شاعری میں بڑے وضوح کے ساتھ بیان کیا ہے۔

سعدی کے نزدیک اس دنیا کی رنگینیاں اور آسائشیں چند روزہ ہیں اور ان لذتوں کو دوام نہیں ۔

"همه تخت و ملکی پذیرد زوال به جز ملک فرمانده لایزال"(14)

اُس ہمیشہ رہنے والی ذات پاک کے سوا اس دنیا کے سب تخت وتاج اور جاہ وجلال کو زوال ہے۔

اسی لئے سعدی اپنی کتابوں گلستان اور بوستان میں اس فانی دنیا سے دل نہ لگانے کی تلقین کرتے ہیں۔سعدی اپنے تمام آثار میں صبر ورضا،قناعت،درویشی اور مصایب پر صبر کی نصیحت کرتے ہیں۔ان کا یہ کہنا ہے کہ اس فانی دنیا کی لذتیں اور آسائشیں عارضی ہیں۔موت ان سب کو ختم کر دیتی ہے ،صرف انسان کے دنیا میں انجام دیئے گئے اچھے اعمال باقی رہ جاتے ہیں۔اس لئے سعدی کے اشعار میں ہمیں جابجا دنیا میں نیکی اور بھلائی کی تلقین ملتی ہے:

"بس بگردید و بگردد روزگار　　دل به دنیا در نبندد هوشیار

ای که دستت می‌رسد کاری بکن　　پیش از آن کاز تو نیاید هیچ کار

اینکه در شهنامه‌ها آورده‌اند　　رستم و روینه‌تن اسفندیار

تا بدانند این خداوندان ملک　　کز بسی خلق است دنیا یادگار" (۱۵)

یہ دنیا عارضی ہے اس لئے وہ خبر دار کرتا ہے کہ اس دنیا سے دل نہ لگاؤ۔ اس سے پہلے کہ وقت تمہارے ہاتھ میں نہ رہے تم کوئی نیک عمل کر لو۔ کتنے ہی نامور لوگ رستم، روینہ اور اسفندیار اس دنیا میں آئے اور بادشاہی کی لیکن سب خاک میں مل گئے اور آج لوگوں کو ان کے نام تک بھی یاد نہیں۔

سعدی مزید کہتے ہیں کہ انسان کی حقیقت یہ ہے کہ وہ اس دنیا سے خالی ہاتھ جاتا ہے۔ اس لئے اس دنیا سے دل لگانا خردمندی نہیں کیونکہ اس دنیا کی مثال ایسی ہے گویا اس کی بنیاد پانی پر استوار ہو اور زندگی ہوا کی مانند ہے۔ اور پانی اور ہوا کبھی ایک جگہ قائم نہیں رہ سکتے۔

"جهان بر آب نهادست و زندگی بر باد　　غلام همت آنم که دل بر او ننهاد
جهان نماند و خرم روان آدمیی　　که بازماند ازو در جهان به نیکی یاد
همین نصیحت من پیش گیر و نیکی کن　　که دانم از پس مرگم کنی به نیکی
یاد" (16)

یہ دنیا ناپائیدار اور غیر مستحکم ہے لیکن اس عدم استحکام پر نیکی اور اچھے اعمال سے قابو پایا جا سکتا ہے۔ تاکہ تمہاری نیک نامی اس دنیا میں باقی رہے۔ سعدی نصیحت کرتے ہیں کہ جہاں تک ہو سکے نیکی کرو کیونکہ میں جانتا ہوں کہ موت کے بعد صرف نیک نامی ہی باقی رہ جائے گی۔

سعدی کے نزدیک موت زندگی کا اختتام نہیں بلکہ نئی زندگی کا آغاز ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ موت دور نہیں اس لئے اس کی تیاری پہلے سے کر رکھنی چاہئے.
اور اس جہان فانی سے اپنا دل نہیں لگانا چاہئے کیونکہ دنیا ہمیشہ رہنے کی جگہ نہیں۔ بلکہ یہ دنیا تو بہت بے وفا ہے۔ اس دنیا نے کسی کے ساتھ وفا نہیں کی. سعدی دنیا کی ناپائیداری کو اس کی بے وفائی سے تعبیر کرتے ہوئے قصیدۂ زیر میں یوں کہتے ہیں:

"جهان ای برادر نماند به کس　　دل اندر جهان آفرین بند و بس
مکن تکیه بر ملک دنیا و پشت　　که بسیار کس چون تو پرورد و کشت
چو آهنگ رفتن کند جان پاک　　چه بر تخت مردن چه بر روی خاک" (17)

اپنا دل اس دنیا کو بنانے والے کے ساتھ لگاؤ، کیونکہ یہ دنیا کسی کی وفادار نہیں۔ تم اس عارضی دنیا کے تخت و تاج اور سہاروں پر تکیہ مت کرو کیونکہ اس دنیا نے اپنی گود میں تم جیسے بہت سے لوگوں کی پرورش کی اور پھر انہیں مار ڈالا۔ جب روح جسم سے نکلنے کا ارادہ کر لیتی ہے تو پھر کیا تخت پر مرنا اور کیا خاک پر۔

اللہ پاک نے کچھ اسرار و رموز انسان پر مخفی رکھے ہیں۔ جن میں اسکے مستقبل میں رونما ہونے والے واقعات، رزق، شادی، اولاد اور موت شامل ہیں۔ موت انسان کو کب، کہاں اور کیسے آنی ہے اسے ہرگز معلوم نہیں۔ اگر انسان کو مستقبل میں رونما ہونے والے واقعات کا پہلے سے ادراک ہو تو شاید وہ اپنی موجودہ زندگی کی لذت کو بھی کھو دے گا۔ اس حقیقت کو سعدی یوں بیان کرتے ہیں:

"نعوذبالله اگر خلق غیب دان بودی　　کسی به حال خود از دست کس نیاسودی" (18)

نعوذ باللہ اگر انسان غیب کا علم رکھتا تو کوئی کسی کے شر سے آسودہ نہ ہوتا۔

سعدی اس بات کے بھی معتقد ہیں کہ "بسا اوقات انسان مختلف وجوہات کی بناء پر مثال کے طور پر ضعیف العمری، اپنے پیاروں کی موت کے نتیجے میں غمگین ہو جانا، کسی ناگہانی حادثہ کے نتیجہ میں تنہا رہ جانا اور جسمانی کمزوری اور معذوری کے باعث وہ خود خدا سے موت کی تمنا کرتا ہے۔ تاکہ اسے ایسی پریشانی سے نجات ملے۔ "(19)

"نشنیدی حدیث خواجۂ بلخ　　مرگ خوشتر که زندگانی تلخ
موی گردد پس از سیاهی بور　　نیست بعد از سپیدی الا گور" (20)

کیا تم نے پیر رومی کی حکایت نہیں سنی کہ تلخ زندگی سے موت بہتر ہے۔ جیسے بال سیاہی کے بعد بھورے (سنہرے) ہو جاتے ہیں اسی طرح بڑھاپے کے بعد قبر کے سوا اور کچھ نہیں۔

سعدی پند و حکمت اور اخلاقیات کے شاعر ضرور ہیں لیکن وہ تمام نصیحتیں بڑے دلنشین انداز میں کرتے ہیں۔ اُن کے اشعار میں سادگی و سلاست کے ساتھ ساتھ لطافت بیان، حلاوت و شیرینی اور چاشنی کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ قاجاری شاہزادہ محمد علی "دولتشاہ کہتے ہیں: ان کے دیوان کو نمکدان شعر کہا جاتا ہے۔ اور سعدی کی شاعری میں حقیقتاً نمک، مزہ، شیرینی، حلاوت، لطافت اور تازگی موجود ہے۔"(21) وہ موت جیسی تلخ حقیقت کو بھی اتنے خوبصورت انداز میں بیان کرتے ہیں کہ بات قاری کے دل پر اثر کرتی ہے:

"خوشست عمر دریغا کہ جاودانی نیست بس اعتماد برین پنج روز فانی نیست"(22)

اس خوشگوار زندگی پر افسوس ہے جسے دوام نہیں، تو پھر اس پانچ روزہ فانی زندگی پر کیا اعتماد کرنا!

ڈبلیو۔ ایچ آڈن بیسویں صدی کے مشہور امریکی شاعر تھے۔ وہ ۲۱ فروری 1907 کو نیویارک میں یک پیشہ ور متوسط گھرانے میں پیدا ہوئے۔ بعد ازاں انگلینڈ کے شہر برمنگھم میں پلے بڑھے۔ کرائسٹ چرچ آکسفورڈ انگریزی سکول میں تعلیم حاصل کی۔ آپ کے والد استاد تھے جن سے ان کو بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔ 1928-29 میں برلن میں کچھ مہینوں کے بعد، آپ نے پانچ سال (1930-35) برطانوی پرائیویٹ پریپریٹری اسکولوں میں پڑھاتے ہوئے گزارے، اور مختلف ممالک کا دورہ کیا اور بے شمار سفر نامے لکھے۔ پھر سعدی کی طرح اپنے سفر کے بارے میں کتابیں لکھنے کے لیے سیاحت کی اور آئس لینڈ اور چین کا سفر کیا۔ 1939 میں امریکہ چلے گئے اور اپنی برطانوی شہریت برقرار رکھتے ہوئے 1946 میں امریکی شہری بن گئے۔ آپ نے 1941 سے 1945 تک امریکی یونیورسٹیوں میں پڑھایا، اس کے بعد 1950 کی دہائی میں وزٹنگ پروفیسر بھی رہے۔

شاعری سے بے حد رغبت کے باعث بچپن ہی سے شعر کہنا شروع کر دیئے۔ آغاز میں آپ کی شاعری سکول کے رسالہ میں چھپنی شروع ہوئی۔ آہستہ آہستہ آپ نے مزید کتابیں لکھنا شروع کیں۔ 1930 میں تیئس سال کی عمر میں اپنے پہلے شعری مجموعہ کی طبع پر عوام کی توجہ کا مرکز بنے، لیکن بدقسمتی سے آڈن کو اپنی زندگی میں وہ شہرت نہ مل سکی جتنی وفات کے بعد ملی۔ آپ کے دوستوں کے مطابق آڈن ایک بہت ہی ہمدرد اور بااخلاق شخصیت کے مالک تھے۔"رائے براڈبینٹ فلر (Roy Broadbent Fuller) آڈن کو ایک لیجنڈری شاعر کہتے ہیں اور کاوناگ (Kavanagh QC) آڈن کا، ولیم شیکسپیئر (William Shakespeare) کے ساتھ موازنہ کرتے ہوئے کہتے ہیں آڈن، ولیم شیکسپیئر کی طرح ہر موضوع پر بات کرتے ہیں اور کسی اور کے لئے کچھ نہیں چھوڑتے۔" (23) آپ کی شاعری کے بیشتر موضوعات سیاست، اخلاقیات اور مذہب ہیں لیکن آپ کی شاعری میں موجود مرکزی خیال میں سماجی اور نفسیاتی رنگ نمایاں دکھائی دیتے ہیں۔ آڈن نے دین اور رومانیت جیسے موضوعات پر بے شمار نظمیں لکھیں۔ ان موضوعات کے ساتھ ساتھ فلسفۂ مرگ پر بھی نظر ڈالی۔ سعدی کی طرح "مرگ" آڈن کا بھی پسندیدہ موضوع ہے۔ جسے ناصرف وہ اپنی شاعری میں استعمال کرتا ہے بلکہ آڈن نے مرگ کو استعارہ کے طور پر اپنے نثری آثار میں بھی استعمال کیا۔ دی ڈانس آف ڈیتھ (The Dance of death) آڈن کا نظم اور نثر پر مشتمل ایک ایکٹ کا ڈرامہ ہے جو 1933 میں شائع ہوا۔ ”یہ ڈرامہ موت کے استعارہ کے طور پر درمیانے طبقے کے اندر موت کو ایک خاموش رقاصہ کے طور پر پیش کرتا ہے۔ رقاصہ پہلے اپنے آپ کو ایک ریزورٹ ہوٹل میں فرار کے ذریعے زندہ رکھنے کی کوشش کرتی ہے اور پھر قوم پرستی کے ذریعے... (24) سعدی اور آڈن کے فن شاعری میں جو موضوع مشترک ہے وہ انسان کی نیک نامی اور آخرت پر بحث ہے۔ آڈن کے مطابق موت ایک ایسی تلخ حقیقت ہے جو ہر چیز مثلاً شوخ و چنچل زندگی، عشق و محبت اور خوبصورتی کو فنا کر دیتی ہے۔ اور موت کا ظالم پنجہ ہر امیر غریب، جوان بزرگ، چھوٹے بڑے، بادشاہ فقیر ہر انسان کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ اُن کے مطابق موت اس فوجی ہتھیار کی مانند ہے جو سب کچھ تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ پھر چاہے موت کسی جنگ کے نتیجے میں آئے یا قدرتی آفت کے نتیجے میں، کسی ناگہانی کی شکل میں یا طبیعی، زندگی کی بہار، خزاں میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ آڈن کے مطابق موت مشہور اور نامور لوگوں کو بھی گمنام کر دیتی ہے۔ جیسے ییٹس (WB Yeats) جیسا ذہین انسان بھی مرنے کے بعد گمنام ہو گیا۔ کیونکہ آڈن، ییٹس اور سگمنڈ فرائڈ سے بے حد متاثر تھا، ان کی وفات پر شدید صدمہ سے دوچار ہوا اور کچھ یوں کہا:

“He disappeared in the dead of winter:
The brook were frozen, the airports almost deserted,
And snow disfigured the public statues;
The mercury sank in the mouth of the dying day.
The day of his death was a dark cold day.”(25)

آڈن لکھتے ہیں کہ ییٹس کا انتقال سردیوں کی ایک سرد شام میں ہوا تھا۔ اسکی وفات نے گویا شہر کے منظر کو بدل ڈالا تھا۔ برف سے ڈھکے مجسمے اپنی حالت تبدیل کرنا بھول گئے تھے۔ شہر کا شہر گویا جم گیا ہو، ہر شے منجمد ہو گئی ہو، ہوائی اڈے بالکل خالی لگنے لگے۔ اور اسے یوں لگتا تھا کہ سردی کے باعث ییٹس کا دماغ اور جسم دونوں دم توڑ گئے ہیں۔

اسی طرح سگمنڈ فرائڈ کے بارے میں یوں کہتے ہیں:

“When there are so many we shall have to mourn,
when grief has been made so public, and exposed
to the critique of a whole epoch
the frailty of our conscience and anguish,

of whom shall we speak? For every day they die
among us, those who were doing us some good,
who knew it was never enough but
hoped to improve a little by living.”(26)

JAHAN E TAHQEEQ جہانِ تحقیق
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.2 2022

آڈن اپنی شاعری میں اپنے مرے ہوئے محبوب کا غم مناتے ہوئے اس بات پر بحث کرتے ہیں کہ کس طرح موت کے پنجے نے اس کے محبوب کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے جس کی وجہ سے اس کی دنیا ویران ہو گئی ہے۔

اُن کا کہنا ہے کہ موت ہر پیشے کو ختم کرنے کی طاقت رکھتی ہے۔ چاہے کسی کا دنیا میں کتنا ہی نام کیوں نہ ہو۔ آڈن کے مطابق بظاہر کسی اپنے پیارے کے دنیا سے رخصت ہو جانے پر سب کام رک جانے چاہیے لیکن ایسا نہیں ہوتا۔ آڈن اپنی شاعری میں زندگی کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ موت زندگی کی حرکت کو وقتی طور متاثر تو کر سکتی ہے لیکن اس کے دوام کو نہیں روک سکتی، وہی کام جو کچھ لوگوں کے بغیر ناممکن نظر آتے ہیں۔ ان کے چلے جانے پر دوسرے افراد ان کی جگہ لے لیتے ہیں اور اس پیدا ہونے والے وقتی خلا کو پر کر دیتے ہیں۔ آڈن کی بے شمار نظمیں مثلاً lullaby , funeral The blues , unknown citizen, In Memory of W.B Yeats, In Memory of Sigmund Freud, The age of anxiety اور for the time being مرگ کے موضوع کے عنوان سے معروف ہیں۔

اشعار زیر میں آڈن اپنے محبوب کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میرا محبوب بھی ہمیشہ نہیں رہے گا. آڈن اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ ہر جیتی جاگتی چیز کو فنا ہونا ہے۔ اس کے مطابق اس کا محبوب انتہائی خوبصورت ہے، لیکن اس خوبصورتی کو دوام حاصل نہیں۔ ایک روز یہ خوبصورتی بھی مٹ جائے گی اور وہ بھی فنا ہو جائے گا کیونکہ موت برحق ہے:

“Beauty, midnight, vision dies:
Let the winds of dawn that blow
Softly round your dreaming head
Such a day of welcome show
Eye and knocking heart may bless,
Find the mortal world enough;
Noons of dryness find you fed
By the involuntary powers,
Nights of insult let you pass
Watched by every human love.”(27)

اسی طرح آڈن کہتے ہیں کہ کچھ بھی ہمیشہ کے لئے نہیں۔ خوبصورتی ایک روز آہستہ آہستہ مرجھا جاتی ہے۔ اور خیالات بھی ایک سے نہیں رہتے۔ اور وقت کے ساتھ ساتھ سوچ بھی بدل جاتی ہے۔ بالکل اسی طرح وقت بھی ایک سا نہیں رہتا، بدل جاتا جیسے رات گذر جاتی ہے اور صبح ہو جاتی ہے۔ آڈن ایک حقیقت پسند شاعر ہیں جو اپنے قاری کو موت کی حقیقت سے روشناس کرواتے ہیں اور اپنے ان اشعار میں مرنے والے کے پیاروں پر موت کے سنگین اثرات یوں بیان کرتے ہیں:

“Stop all the clocks, cut off the telephone,
Prevent the dog from barking with a juicy bone,
Silence the pianos and with muffled drum
Bring out the coffin, let the mourners come” (28)

آڈن کے مطابق اس کا محبوب اس دنیا میں نہیں رہا تو باقی سب کام کیوں چل رہے ہیں؟ انہیں بھی رک جانا چاہیئے، گھڑیاں رک جانی چاہیئے ۔ فون کٹ جانے چاہیئے اور نظام زندگی درہم برہم ہو جانا چاہیئے۔

آڈن کے مطابق موت وہ کٹھن مرحلہ ہے جو زندگی کی رنگینیوں کو تباہ کر دیتا ہے حتی کہ موت کا تصور بھی انسان کو غمگین کر دیتا ہے۔ آڈن کہتے ہیں کہ جب زندگی حسین طریقے سے بھرپور رنگوں کے ساتھ گذر رہی ہو اور انسان زندگی کی رعنائیوں سے بھرپور لطف اٹھا رہا ہو، اس وقت اس پرکشش زندگی کو چھوڑ کر جانا اور موت کو گلے لگانا انتہائی مشکل کام ہے۔

دوسری طرف آڈن کے نزدیک موت اختتام زندگی ہے اور اس کا غم اتنا شدید ہوتا ہے کہ یہ نام ونشان تک مٹا دیتی ہے۔ آڈن کہتے ہیں:

“Lay your sleeping head, my love,
Human on my faithless arm;
Time and fevers burn away
Individual beauty from
Thoughtful children, and the grave
Proves the child ephemeral:”(29)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.2 2022

کچھ بھی ہمیشہ کے لئے نہیں۔ بچے بھی بڑے ہو جاتے ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ اپنی خوبصورتی اور معصومیت کھو دیتے ہیں۔ بچپن اور جوانی میں انسان تازہ دم اور خوبصورت ہوتا ہے۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ یہ خوبصورتی اور رعنائی ختم ہو جاتی ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے انسان بڑھاپے کو پہنچ جاتا ہے اور ایک دن مر جاتا ہے۔ یہ سب اس بات کا ثبوت ہے کہ زندگی کتنی چھوٹی ہے۔ اور جلد ختم ہو جانے والی ہے۔ آڈن ان اشعار میں زندگی اور موت کی حقیقت کو پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"But in my aims till break of day
Let the living creatures lie,
Mortal, guilty but to me,
The entirely beautiful"(30)

اسی طرح آڈن اپنی نظم The Unknown Citizen میں ایک ایسے شخص کا ذکر کرتا ہے جس کی حال ہی میں موت واقع ہوئی۔ آڈن کے نزدیک اس نے ایک مثالی زندگی گزاری ہے جیسا کہ کسی ملک کی گورنمنٹ چاہتی ہے، لیکن اس شاندار زندگی کے باوجود بھی اس نے موت کا مزہ چکھا۔

"He was found by the Bureau of Statistics to be

One against whom there was no official complaint."(31)

نتیجہ گیری:

سعدی اور آڈن کی شاعری کے اہم اور مشترک موضوعات میں سے ایک "مرگ" ہے۔ دونوں شعراء کے نزدیک مرگ ایک تلخ اور مسلم حقیقت ہے ، جسے دونوں شاعروں نے اپنے اپنے انداز میں انتہائی خوبصورت طریقے سے بیان کیا ہے۔ لیکن آڈن کی شاعری میں مایوسی کا عنصر نمایاں ہے۔ جبکہ سعدی کی شاعری میں مثبت پہلو بدرجہ اتم موجود ہے۔ لیکن سعدی اور آڈن دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ انسان کا نام اس کے نیک عمل کی وجہ سے دنیا میں ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ آڈن کا خیال ہے کہ موت زندگی کا خاتمہ ہے جبکہ سعدی کہتا ہے کہ اصل زندگی موت کے بعد شروع ہوتی ہے۔ جہاں ہمیں اپنی گذشتہ زندگی کا حساب دینا ہوگا اس لئے اس دنیا میں کی گئی نیکی آخرت میں ہرگز ضائع نہیں ہوگی۔ دونوں کی اس فکر میں تضاد مذہبی نکتہ نظر سے ہے کیونکہ آڈن کے نزدیک موت انسان کے نام اور شہرت کو مٹا دیتی ہے جبکہ سعدی اس بات کا قائل ہے کہ دنیا میں کی گئی بھلائی اور نیکی انسان کے اچھے اعمال میں اضافے کا سبب بنتے ہیں، جس کے باعث اس کا نام دنیا میں ہمیشہ کے لئے امر ہو جاتا ہے اور اگلے جہان میں بھی اسے اس نیکی کا صلح دیا جائے گا۔

حوالہ جات:

1. انوری، حسن،، فرہنگ فشردۂ سخن، ج۲، انتشارات سخن، تہران 1383 ش، ص ۲۱۵۷
2. دہلوی ،سید احمد ،مولوی، فرہنگ آصفیہ، ج ۳-۴، مرتبہ، اردو سائنس بورڈ لاہور، 2006، ص 33۰
3. القرآن، العنکبوت:57
4. ایضاً، آل عمران:185
5. ایضاً، الجمعہ:8
6. النسائی، امام عبدالرحمن احمد بن شعیب، سنن نسائی شریف (مترجم مولانا خورشید حسن قاسمی) مکتبۃ العلم اردو بازار لاہور، 2002، ص:774
7. رودکی، ابوعبداللہ، جعفر بن محمد، دیوان اشعار (بہ اہتمام رسول ھادی زادہ، علی محمدی خراسانی)، انتشارات پژوھشگاہ فرہنگ فارسی تاجیکی سفارت جمہوری اسلامی ایران، 1387، ص 45.
8. فردوسی، ابوالقاسم، شاھنامہ، ج 1، انتشارات ھرمس، ماسکو، 1387 (چاپ چھارم) ص ۱۱۲۶
9. بلخی، محمد جلال الدین، مولانا، مثنوی معنوی (براساس نسخہ رینولد نیکلسن) دفتر اول، ناشر کتاب آبان، 1384 ش، ص 136
10. اقبال، محمد، کلیات اقبال (اردو)، بک سٹریٹ جہلم پاکستان، 2012م، ص 132 .
11. Dickinson, Emily ,The complete poems of Emily Dickinson(Edited by Thomas H. Johnson), Lattle Brown & Company ,Boston Toronto, Canada ,1960, p 231.
12. Poems by John Keats , http://keats-poems.com/on-death.
13. The Works of Anna Letitia Barbauld, With a Memoir by Lucy Aikin. London: Longman, 1825. P: 266.

14. شیرازی، سعدی، مشرف الدین مصلح بن عبداللہ، کلیات سعدی، (براساس نسخہ محمد علی فروغی)، نشر کتاب آبان، تھران، 1385ش، ص:177
15. ایضاً، ص:623
16. ایضاً، ص611.
17. ایضاً، ص24.
18. ایضاً، ص137.
19. سلیمانی، زھرا، فصلنامہ علمی وپژوھشی زبان وادبیات فارسی، (آموزہ ھای مرگ اندیشہ در اشعار سعدی) شمارہ30، سال نھم، 1396ش، ص96
20. شیرازی، سعدی، مشرف الدین مصلح بن عبداللہ، کلیات سعدی، ص741.
21. صفا، ذبیح اللہ، ڈاکٹر، تاریخ ادبیات درایران (جلد سوم–بخش اول) انتشارات فردوس، تھران، 1373ش، ص613
22. شیرازی، سعدی، مشرف الدین مصلح بن عبداللہ، کلیات سعدی، ص610
23. Roy Fuller, ‘W. H. Auden, 1907–1973’, The Listener, 4 October 1973, p. 439; Patrick Kavanagh, ‘Auden and the Creative Mind’, Envoy, 5:19 (June 1951), p. 35.
24. https://en.wikipedia.org/wiki/The_Dance_of_Death_(Auden_play)
25. Auden ,W.H, The Collected Poetry of W.H Auden , Random House ,Newyork,1949, P 48-49
26. Do, P: 167.
27. https://poets.org/poem/lullaby-0
28. https://medium.com/poem-of-the-day/w-h-auden-funeral-blues.
29. https://poets.org/poem/lullaby-0
30. Do
31. Auden ,W.H ,Selected Poems ,New edition,(Edited by Edward Mendelsohn),Random House, New York,1979,P:85